مولانا یزید احمد نعمانی

# مغربی تہذیب وثقافت اور مسلمان خواتین!

کیا کبھی آپ کسی معروف ڈپارٹمینٹل اسٹور گئے ہیں؟ پوری توجہ اور انہماک کے ساتھ اپنی اشیا ضرورت کی خریداری میں مصروف ہوں، ایسے میں کسی بنت حوا کی آواز سوچ وفکر کا دائرہ اپنی طرف مبذول کراتی ہے۔ متعلقہ کمپنی کی مصنوعات کی خوبیوں، فوائد اور ثمرات کی تسبیح میں گنواتی زبان لمحہ بھر کے لئے آپ کو ذہنی وقلبی تذبذب سے دوچار کردیتی ہے، کشش صوت سے لے کر ہیئت لباس تک کا وصف اور ڈھنگ ابلیسی تیر بن کر آپ کی ایمانی وروحانی نظر وفکر کے قالب کو زخمی کرتا نظر آئے گا۔

قارئین! یہ رونا اور یہ دکھڑا کسی خاص مقام، مکان اور جگہ کا نہیں ہے۔ شامت اعمال کی یہ مشاہداتی تصویریں مسلم معاشرے میں ہر نشیب وفراز اور قدم قدم پر دیکھنے کو ملتی ہیں۔ جاہلیت قدیمہ اور جاہلیت جدیدہ صنف نازک کی تذلیل، تحقیر اور عدم توقیر کے حوالہ سے سرمو کوئی فرق وامتیاز نہیں رکھتیں۔ حوا کی بیٹی ماضی قدیم میں یونانیوں کے ہاں برائیوں کا منبع، عرب کے ہاں ذلت ورسوائی کی علامت اور اہل کلیسا کے ہاں لونڈیوں سے بدتر حیثیت کی حامل گردانی جاتی تھی۔ حد تو یہ ہے کہ نصرانیت باوجود ایک مذہب سماوی کا دعویدار ہونے کے تحریف وتبدل کی رنگ آمیزی سے اس قدر کھوکھلا ہو چکا تھا کہ، عورتوں کے لئے کلام مقدس کو چھونا اور گرجے میں داخلہ تک ممنوع قرار دیا جاچکا تھا۔ اس کے برخلاف اسلام نے ماں، بہن، بیٹی اور بیوی کی صورت میں عورت کے حقوق بیان اور بحال کیے۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک تعلیمات تو صنف اناث کو آبگینوں کی مانند نازک بتلاتی اور ان کی حفاظت کا حکم دیتی ہیں۔ فی زمانہ حقوق نسواں کی بحالی اور تحفظ کے نام پر ٹڈی دل مغرب زدہ این جی اوز کا وجود نامسعود مسلمان خواتین کو دین سے برگشتہ خاطر کرنے کے لئے کیا کیا طریقے اور حربے اپنا رہا ہے؟ آیئے! ایک اچٹتی نظر اس کھلی حقیقت پر ڈالتے ہیں:

(1) معاشرے کے مستحکم اور فیصلہ کن اہمیت وحیثیت رکھنے والے افراد کار سے ربط وضبط بڑھانا تاکہ راستے کی رکاوٹوں کو دور کیا جاسکے۔ (2) اشتہارات کی تشہیر اور لٹریچر کی اشاعت کے ذریعہ رائے عامہ کی ہمواری۔ (3) باقاعدہ اور منظم طریقہ کار کے تحت عدالتوں میں عورتوں کے لئے جنسی فیصلوں کی آزادی کے عنوان سے من پسند شادی کرنے والے جوڑوں کے مقدمات عدالت میں ہیں تاکہ بین الاقوامی

سطح پر اس طرزِ عمل کی زیادہ سے زیادہ پذیرائی ہو سکے۔ (4) جنسی بے راہ روی کو ہوا دینے کے لئے مخلوط تعلیمی اداروں کے قیام کی بھرپور حوصلہ افزائی۔ (5) دفاتر، فیکٹریوں اور کارخانوں میں مرد و عورت کے اختلاطی ماحول کی نشوونما۔

نوبت بایں جا رسید کہ بعض مسلم ممالک میں مخلوط ماحول پیدا کرنے کے لیے ایجوکیشن، انجینئرنگ، اکاؤنٹس اور دیگر دفتری امور کے لئے خواتین کیڈٹس کی بھرتی جاری وساری ہے۔

(6) ذرائع ابلاغ کے ذریعہ مخلوط محفلوں کی خبریں، کہانیاں اور رپورتاژ منظر عام پر لائی جارہی ہیں۔ الیکٹرانک میڈیا سے پیش کیے جانے والے پروگراموں میں جنسی آزادی اور خاندانی منصوبہ بندی کے مقاصد کو خصوصی طور پر اجاگر اور نمایاں کیا جارہا ہے۔اس صورت حال پر حفیظ جالندھری کے اشعار جاندار اور خوبصورت تجزیہ وتبصرہ معلوم ہوتے ہیں:

اب مسلمانوں میں بھی نکلے ہیں کچھ روشن خیال     جن کی نظروں میں حجاب صنف نازک ہے وبال
چاہتے ہیں بیٹیوں، بہنوں کو عریاں دیکھنا     محفلیں آباد لیکن گھر کو ویراں دیکھنا

یہ بات اب طشت از بام ہو چکی ہے کہ ان این جی اوز کے پشت پناہ اقوام متحدہ، امریکہ اور صہیونی گماشتے ہیں، جن کا مطمح نظر اور مقصد حیات ہی اسلام کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھانا ہے۔تسلیم کہ معاش بعض مخصوص حالات و کیفیات میں کچھ خواتین کی اقتصادی مجبوری ہے لیکن اس کیلئے حدود شرع کو پامال کرنا، اسلامی تعلیمات کا سرعام عملی استہزا کرنا اور مشرقی روایات واقدار کو پس پشت ڈالنا کہاں کی دانشمندی، روشن خیالی اور تہذیب یافتہ ہونے کی علامت ونشانی ہے؟ اسلام دین فطرت ہے۔ اسکی روشن، واضح اور غیر مبہم تعلیمات ہر دور وزمانہ میں چھوٹے سے لے کر بڑے تک، عورت سے لیکر مرد تک، بچہ سے لیکر بوڑھے تک، جاہل سے لے کر عالم تک، فقیر سے لے کر غنی تک غرض ہر ایک کیلئے یکساں قابل قبول وعمل تھیں، ہیں اور رہیں گی۔ کمی اور نقص انسان کی کمزوری اور خامی ہے۔ضرورت اس امر کی ہے مسلمان خواتین اپنی متاع عفت وایمان کی حفاظت، اہمیت اور ضرورت کو اسلام کی آفاقی تعلیمات کی روشنی میں جاننے، سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی سعی بلیغ کریں۔سر دست صاحب ایمان خاتون کا لباس اسلام کی نگاہ میں کیا اہمیت وحیثیت رکھتا ہے؟ اس سوال کا جواب دین مبین کی تعلیم کردہ ہدایات کے آئینے میں دیکھتے ہیں۔

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اللہ تعالی ان عورتوں پر رحم فرمائے جنھوں نے اسلام کے ابتدائی دور میں (مکہ سے مدینہ) ہجرت کی۔ جب اللہ پاک نے وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ کا حکم نازل فرمایا تو انھوں نے اپنی موٹی چادروں کو کاٹ کر دوپٹے بنا لیئے۔مفسرین لکھتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں مشرک عورتیں سر پر دوپٹہ باندھ کر کے بقیہ حصہ کمر پر ڈال دیا کرتی تھیں۔ اس کے برعکس مسلمان

عورتوں کو حکم ہوا کہ سر سمیت سینہ اور گلے پر بھی دوپٹہ ڈالیں۔ یہ حکم سن کر صحابیات نے موٹی چادروں کو کاٹ کر اپنے دوپٹے بنالئے، کیونکہ باریک کپڑے سے سر اور بدن کا پردہ نہ ہوسکتا تھا۔ تحفہ خواتین میں مولانا عاشق الٰہی رحمہ اللہ حدیث مذکور کے ذیل میں رقمطراز ہیں: آج کل کی عورتیں سر چھپانے کو عیب سمجھتی ہیں اور دوپٹہ اوڑھتی بھی ہیں تو اس قدر باریک ہوتا ہے کہ سر کے بال اور مواقع حسن و جمال اس سے پوشیدہ نہیں ہوتے، دوسرے اس قسم کا دوپٹہ بناتی ہیں کہ سر پر ٹھہرتا ہی نہیں چکناہٹ کی وجہ سے بار بار سرکتا ہے اور پردہ کے مقصد کو فوت کر دیتا ہے۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ پاک ایسے مرد پر لعنت فرماتے ہیں جو عورت کا لباس پہنے اور ایسی عورت بھی اللہ تعالی کی لعنت کی سزاوار ٹھہرتی ہے جو مرد کا پہناوا زیب تن کرے۔ اس حدیث مبارک کی روشنی میں اپنے گرد وپیش پر نظر ڈالیے! فیشن پرستی کا ماحول، موسم اور فضا اباحیت پسندی، جنسی بے راہ روی، فحاشی وعریانی اور مادیت کی یورش ہر سو بپا کیئے ہوئے ہے۔ نادانی خود فریبی اور نفس پرستی کا شکار مسلمان غیروں کی نقالی میں اس قدر منہمک ہو چکا ہے کہ مرد وزن کے ہیئت لباس، نوعیت کار اور پیدائشی فرق تک کو ختم کر دینے پہ تلا ہوا ہے۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اہل جہنم کے دو طبقے ایسے ہیں جن کو میں نے نہیں دیکھا۔ ان دو گروہوں میں سے ایک تو وہ قوم ہوگی جن کے پاس کوڑے ہونگے گائے کی دم کی طرح اور اس سے وہ لوگوں کو (ناحق) مارینگے۔ دوسرا طبقہ ان عورتوں کا ہے جو بظاہر کپڑے پہنے ہوں گی لیکن پھر بھی ننگی ہونگی، مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے والی اور خود ان کی جانب میلان رکھنے والی ہوں گی۔ انکے سر خوب بڑے بڑے اونٹوں کے کوہان کی طرح ہونگے۔ وہ جنت میں داخل نہیں ہونگی اور نہ ہی اسکی خوشبو پاسکیں گی۔ حالانکہ اسکی خوشبو اتنی اتنی دور سے آرہی ہوگی۔ کتنی سخت وعید ہے ان دختران ملت کے واسطے جو اسلامی معاشرت اور اوضاع واطوار سے صرف نظر کر کے جدت پسندی اور باطل رسوم ورواج کو اپنی کامیابی کی کلید اور ترقی کا زینہ سمجھ بیٹھی ہیں۔ کیا آج مغرب کی مادہ پرستی نے عورت کو زمانہ جاہلیت کی طرح عزت کی اوج ثریا سے خاکِ ذلت پر نہیں دے مارا؟ کیا آج امت مسلمہ کی مائیں، بہنیں اور بیٹیاں مغربی استعمار کے دام تزویر کا شکار نہیں؟ فیصلہ آپ پر ہے!! فطرت سے بغاوت کے نتیجے میں خود اس یورپ کی معاشرتی ٹوٹ پھوٹ اور خانگی زندگی کی زبوں حالی کیا صورت وشکل اختیار کر چکی ہے؟ اس ضمن میں سوویت یونین کے آخری صدر میخائل گورباچوف کا یہ اعتراف جرم سند کے طور پر پیش کرنے کیلئے کافی ہے، جس میں انھوں نے کہا: ہم نے عورتوں کو گھر سے نکال کر بہت بڑی غلطی کی ہے۔ اس سے اگرچہ ہماری مصنوعات بڑھ گئیں لیکن ہم معاشرتی ابتری کا شکار ہوگئے ہیں۔